بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

عورت!

کافر کیا کہتا ہے؟

ہندوستانی افواج کے سربراہ جنرل کری آپا نے فوجی ٹریننگ حاصل کرنے والی بچیوں کی تقریب تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے کہا:—

"مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں بلکہ میرے لیے حقیقی خوشی اس میں ہے کہ یہ بچیاں باحیا مائیں بنیں اور بہادر و جی دار فوجیوں کو

جنم دیں!

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ
۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمان اغیار کے نرغہ میں

عَنْ ثُوبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِہَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَهَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَھْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دن قریب ہے کہ تمہارے اوپر دوسری قومیں اسی طرح پل پڑیں کی جیسے دیگ اپنے کھانے کی چیز پر پل پڑتی ہے کسی نے کہا کہ یہ شاید اسی وجہ سے ہوگا کہ ہماری تعداد گھٹ گئی ہوگی۔ آپ نے فرمایا برخلاف اس کے تمہاری تعداد اس وقت بہت زیادہ ہوگی لیکن تم اس کوڑے کرکٹ کی طرح ہوگے جو سیلاب کی رو کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں پر وہن کمزوری کا قبضہ ہوگا۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا۔

آج کل جو مسلمانوں کی حالت ہے اس کا نقشہ اس حدیث نے کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ لیکن بیماری کے ساتھ اس کے علاج کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے برابر کانوں میں یہ آواز چلی آرہی ہے کہ مسلمان اغیار کے نرغے میں آگئے۔ اس کے پاس سے بادشاہی گئی ہی تھی جینے کے بھی لالے پڑ گئے۔

حدیث میں اکلہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کھا جانے والے کے ہیں۔ اس سے مراد ایسی چیز ہوتی ہے جیسے ٹڈی دل یا دیمک یا گدھوں وغیرہ کا غول۔ مسلمانوں کی یہ حالت بیان کی گئی ہے کہ آگے چل کر یہ دنیا بھر کی قوموں کا لقمہ بن جائیں گے اور ان کو ہڑپ کرنے کے لیے سب مل کر ان کی طرف بڑھیں گے اس کی وجہ یہ نہ ہوگی کہ ان کی تعداد کم ہو جائے گی۔ نہیں تعداد تو بہت ہوگی لیکن یہ لوگ نکمے ہوں گے اور اس جھاگ کی طرح ہوں گے جو بہتے ہوئے پانی کے کناروں پر کوڑے کرکٹ وغیرہ سے ملے ہوئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں سے ان کا رعب نکل جائے گا۔ اور ہر ایک کو جرأت ہو جائے گی کہ ان پر حملہ کرے۔ مسلمانوں کے دل کمزور ہوں گے۔ کسی کے پوچھنے پر حضورؐ نے کمزوری کی دو وجہ بتائیں، ایک دنیا سے دل بستگی، دوسرے موت سے بھاگنا۔

یہ حدیث ہمیں سبق سکھاتی ہے کہ کوئی بات بلاوجہ نہیں ہوتی۔ مسلمان اگر گر گئے ہیں تو اس میں ان کا اپنا قصور ہے۔ ان کو تقریباً تمام روئے زمین پر بادشاہت عطا کی گئی وہ بھی ایک دو دن یا سال دو سال کے لیے نہیں بلکہ صدیوں تک کے لیے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا۔ ہم دنیا کے دلدادہ ہو گئے ہمارا مقصد سوائے عیش وعشرت کے اور کچھ نہ رہا۔ ہمارے درمیان ایسے بھی ہوتے جنہوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے حلال حرام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ نکمے، واہیات بلکہ فحش خیالات کو دل میں جگہ دی اور ان کو اپنے اشعار

(باقی صـ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۱ — شمارہ نمبر ۲۸

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

مولانا محمد اجمل

زاہد الراشدی

صالح محمد صفوی

بدل اشتراک

سالانہ	۲۵.۰۰
ششماہی	۱۸.۰۰
سہ ماہی	۹.۵۰
فی پرچہ	۰.۴۵

قادیانی مسئلہ

پارلیمنٹ کے فیصلہ کے قانونی تقاضے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر حضرت العلام مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم نے ۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو لارڈز ہوٹل لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قادیانی مسئلہ کے ضمن میں تازہ ترین صورت حال پر روشنی ڈالی اور ملت اسلامیہ کے مطالبات پیش کیے۔

پریس کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا تاج محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی، شیعہ راہنما سید مظفر علی شمسی، مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما امیر عالم خان لغاری، طالب علم راہنما عبد المتین چودھری اور دیگر زعماء بھی شریک ہوئے مولانا بنوری مدظلہ کی پریس کانفرنس کا مکمل متن اداریے سطور کی جگہ نذر قارئین کیا جا رہا ہے (ادارہ)

"مجلس تحفظ ختم نبوت" مسلمانوں کا ایک غیر سیاسی ادارہ اور ایک خالص مذہبی تنظیم ہے۔ جس کا مقصد اصلاح معاشرہ، اندرون و بیرون ملک دینی دعوت، ناموس رسالت کا تحفظ اور "قادیانی فرقہ" کی سرگرمیوں کا رد و تعاقب ہے۔ اسلامیان پاکستان "تحفظ ختم نبوت" کے پلیٹ فارم پر ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں دو بار ملی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کر چکے ہیں، یہ ادارہ اپنے محدود وسائل کے مطابق مصروف عمل ہے۔ گزشتہ سال "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا ایک وفد لندن، افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے دورہ پر گیا اور اس سال ایک وفد انڈونیشیا بھیجا گیا۔ ان وفود نے مسلمانوں کو اسلامی احکام کی تبلیغ و تلقین کی۔ قادیانیوں کی بیرون ملک سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔

مسلمانوں کو قادیانیوں کے شر سے بچانے کے لیے مؤثر تدابیر سوچی گئیں اور بیرونِ ملک قادیانیوں کے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کا ازالہ کیا گیا۔

پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے مگر چونکہ آئینی فیصلے کو بروئے کار لانے کے لیے کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا گیا اس لیے قادیانیوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ انہوں نے نہ صرف اسلام کے نام پر اسلام کُش سرگرمیاں جاری رکھیں بلکہ پاکستان اسمبلی کے فیصلے کے خلاف بھی زہر اُگلا۔ حال ہی میں برطانوی اخبار گارجین کے میلہ عالم اسلام کے ضمیمہ میں انہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں روزنامہ جنگ کراچی (۹ اپریل ۱۹۷۶ء) کے مطابق انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قادیانی مذہب ہی حقیقی اسلام ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کے نچلے حصہ میں کلمہ طیبہ الٹا دکھایا گیا ہے۔ اور اس کے اوپر کے حصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فوٹو شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح کا ایک اشتہار انہوں نے ٹائمز آف لندن ۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو شائع کیا ہے کہ قادیانی مذہب ہی حقیقی اسلام ہے۔

اس سے بڑھ کر ستم کیا ہوگا کہ جس "میلہ عالم اسلام" کا اہتمام اسلامی ممالک کر رہے ہیں اور جس سے دلچسپی لینے میں پاکستان پیش پیش ہے، اس میں قادیانی یہ چیلنج کر رہے ہیں کہ وہی حقیقی مسلمان ہیں۔ اور اس کے سوا دنیا بھر کے مسلمان درحقیقت اسلام سے خارج ہیں۔ کیا قادیانیوں کے یہ مکروہ اشتہار دنیا بھر کے مسلمانوں کی ملّی غیرت کے منہ پر طمانچہ کی حیثیت نہیں رکھتے؟ معلوم نہیں ہمارے وزیر مذہبی امور نے، جو اس میلہ میں شرکت کے لیے لندن تشریف لے گئے ہیں اس کے خلاف کوئی کلمہ حق بلند کیا یا نہیں۔

قادیانیوں کی اشتعال انگیزی کا ایک پہلو یہ ہے کہ ان کے اخبارات و رسائل بار بار ان کے خلیفہ کا یہ اعلان چھاپ رہے ہیں کہ اگلی صدی (جو چار پانچ سال بعد شروع ہو رہی ہے) اسلام یعنی قادیانیت کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ اس لیے تمام قادیانیوں کو تیزی سے اس کی تیاری کرنی چاہیے۔ اور لاہوری مرزائیوں کا اخبار پیغام صلح (۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں) تمام مسلمانوں کو اس جرم میں مشرک قرار دیتا ہے کہ انہوں نے قادیانی کیس قومی اسمبلی میں پیش کیا اور قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ کیا۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا قادیانیوں کے یہ اعلان مسلمانوں کے خلاف کھلا چیلنج نہیں؟ ستم یہ ہے کہ حکومت خود تو اندرون و بیرونِ ملک قادیانیوں کی سرگرمیوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی، نہ ان کا نوٹس لیتی ہے۔ برعکس اس کے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے باہر تبلیغ کے لیے جانے پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے اور انہیں تبلیغ کے لیے زرِ مبادلہ کی سہولت بھی مہیا نہیں کی جاتی۔

اسرائیل سے پاکستان کا کوئی سفارتی رابطہ نہیں مگر قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن کام کر رہا ہے اور قادیانی دارالخلافہ "ربوہ" سے اس کے باقاعدہ روابط ہیں۔ اور جیسا کہ چند دن پہلے مولانا ظفر احمد انصاری لاہور پریس کانفرنس میں وضاحت کر چکے ہیں کہ اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی بھرتی ہیں۔ اسی طرح دیگر پاکستان دشمن ممالک میں بھی ان کے مشن کام کر رہے ہیں اور وہ قادیانی مرکز ربوہ سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ یہ کیا سب کچھ ہماری حکومت کی نظر سے اوجھل ہے؟ پھر قادیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔

میں کراچی پریس کانفرنس میں اس امر کی تشریح کر چکا ہوں کہ کس طرح قادیانی ٹولہ آئین پاکستان کو چیلنج کر رہا ہے اور پھر کس طرح ہمارے معزز ارکان اسمبلی اور حکومتِ پاکستان کے خلاف بیرون ملک دشنام طرازی میں مشغول ہے اور پھر کس طرح ربوہ کے ارد گرد کی زمینوں پر قبضہ کر کے "ریاست اندر ریاست" کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہا ہے اور ربوہ کے مسلمان سرکاری ملازمین کو کس طرح ستایا اور تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان امور کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ اب یہ فرض صحافیوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ قادیانی ٹولہ کی ملک دشمن اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی تحقیق و تفتیش کر کے قوم کو اس سے آگاہ کریں اور حکومت پاکستان اور پاکستان اسمبلی کا

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

اسلامی حکومت کے فرائض

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔ صدق اللہ العظیم۔

بزرگانِ محترم ! آج کی معروضات جمعہ کا عنوان ہے۔ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ اللہ کا دین اپنی مملکت میں رائج کرے۔

اس ضمن میں قرآن حکیم کی ایک طویل آیت کا ٹکڑا پڑھا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اس کائنات کو بسایا۔ انسان کو اس کائنات کا دولھا بنایا۔ اس کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا۔ دنیا میں اس کو اپنا نائب تجویز کیا تو ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ ہم انہی انسانوں میں سے ان کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے پیغمبر، نبی اور رسول کے نام سے انسان بھیجتے رہیں گے اور ان کا فرض یہ ہوگا کہ وہ انسانوں کو ان کی ذمہ داریاں، ان کا مقصد تخلیق اور اصلی و حقیقی زندگی میں انہوں نے کس چیز سے دو چار ہونا ہے ان سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ یہ دنیا کس طرح ان کے لیے آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ سو یہ فریضہ ایک دو یا سو پانچ سو انبیاء نے نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام نے ادا کیا آخر میں نبی آخر الزمان (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا۔ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔ یعنی تمہارے بعد کسی اُمت اور میرے بعد کسی پیغمبر اور کتاب کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لیے تمام الہامی کتابوں اور انبیاء کی تعلیمات کی تکمیل اس کتاب میں ہو گئی۔ جب تک تکمیل کا وعدہ پورا نہ ہوا حضور علیہ السلام اس دنیا میں رہے اور جب پورا ہو گیا تو اللہ نے اس کے بعد آپؐ کو اس جہان سے کوچ کی اجازت دے دی۔ جب آپؐ نے اس جہان سے پردہ فرمایا۔ تو آپ اس سے قبل یہ اعلانِ قرآنی لوگوں کو سنا چکے تھے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ گویا دینِ اسلام جس کی ابتدا آدمؑ سے ہوئی نبی کریمؐ پر اس کی تکمیل کر دی گئی۔ اور جس کلام ربانی کی ابتدا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سے ہوئی۔ وہ تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ یہی تعلیم انسانوں کے لیے وافی، شافی اور کافی ہے۔

اس کتاب میں جہاں انسانوں کی انفرادی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں اجتماعی ذمہ داریوں کا بھی تذکرہ ہے۔ جہاں مردوں کے فرائض و واجبات بیان ہوئے، عورتوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بھی بیان ہوئی ہیں اسی طرح انسانوں کے مختلف گروہوں کو جہاں متفرق فرائض و واجبات سے آگاہ کیا گیا وہاں حکمرانوں کو بھی اللہ نے صاف طور سے ہدایات اور احکامات دیئے۔ ان ہدایات میں ہے کہ اگر اس دھرتی پر، اس زمین پر، اللہ کے پیغمبروں کے نام لیواؤں، ان کے مطیع و فرمانبرداروں کو حکومت دی جائے تو ان کا فرض یہ ہوگا۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ. کہ وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا امر کریں گے، فواحشات و منکرات سے روکیں گے، اللہ کی عبادت کا جو اجتماعی نظام ہے اس کو نافذ کریں گے۔ جیسا کہ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ، وَاسْجُدُوْا مَعَ السّٰجِدِیْنَ۔

اس کی مثال یوں ہے کہ ابھی آپ تشریف لاتے ہیں تو یہ آپ نظامِ صلوٰۃ قائم کریں گے۔ اسی طرح انسان معاشی حیوان ہی تو ہے ترقی یافتہ۔ وہ اجتماعی طور پر رہتا ہے۔ اور اجتماعی طور پر اس کے پیٹ کا مسئلہ سب سے زیادہ نازک ہے۔ اس لیے کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا۔ جو معاشیات کی ہدایات و اصلاحات لے کر نہ آیا ہو۔ اس لیے اس نظامِ معاشی کو قائم کرنے کے لیے اللہ نے انسان کو ایک محدود دائرہ کے اندر اپنے سوا دوسروں کی ذمہ داریاں بھی سونپی ہیں۔ چنانچہ چالیس روپے جس کے پاس ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ یتامٰی، مساکین، بیواؤں میں سے کسی کو ادا کرنے کا اس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ بیوی، بچوں، ماتحت لوگوں اور جن کی کفالت اس کے سپرد ہے۔ اُن کی ذمہ داری تو ویسے ہی اس کے کندھوں پر ہے۔ اور یہ وہی قانونِ قدرت ہے۔ جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا۔ وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ کہ جو دولت اللہ نے انسانوں کو دی ہے اس میں لنگڑے، اپاہج، محتاج، ضعیف و نادار لوگوں کا حصّہ ہے۔ جن کا کوئی غم گسار نہیں، کوئی پرسانِ حال نہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی آمدنی بیت المال لے گا۔ اور ہر ایک کو اس کے حصّہ کے مطابق دے گا۔ لوگوں کو کسی پر احسان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے ایک نظام قائم کیا ہے اور ہر ایک کے ذمہ اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں، اجتماعی بھی اور انفرادی بھی۔ نوافل آپ انفرادی طور پر پڑھتے ہیں اور فرائض اجتماعی طور پر۔ ایسے ہی آپ صدقہ خیرات انفرادی طور پر ادا کرتے ہیں۔ اور بیت المال کا نظام اجتماعی ہے۔ وہ دنیا کا اعلیٰ ترین اور اصلح ترین نظام ہے۔ جب تک مسلمان اس پر عمل پیرا رہے۔ ان کو کبھی بھی کسی ذلت خواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ساری دنیا کے عوام اور حکمران اس نظام سے استفادہ کرتے رہے۔ اور آج بھی اگر کوئی دنیا کا اچھا نظام ہے تو وہ اس سے مستفاد ہے، اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔ اہل دنیا اس سے استفادہ کرتے ہیں لیکن نام اس کا نہیں لیتے۔ اگرچہ اسلام کے اعلیٰ مقاصد کو نظرانداز بھی نہیں کر سکتے۔

جب انسان کلمہ پڑھتا ہے تو وعدہ کرتا ہے اللہ کی غلامی کا، اللہ کی ربوبیت کا، کہ ہم انسان اس دنیا میں ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ تیرے سوا کسی کو پکاریں گے اور نہ ہی تیرے سوا کسی سے امداد مانگیں گے اور نہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔ ہر جگہ انسان کچھ نہ کچھ مانگ کر احسان مند ہوتا ہے۔ لیکن ایک جگہ ایسی ہے جہاں سے لینے کے بعد کوئی شرمساری اور عار انسان کو محسوس نہیں ہوتی۔ اور وہ خالق کا دروازہ ہے کہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور اس کی خوشنودی اور رضا اس سے مانگنے میں پوشیدہ اور مضمر ہے۔ کیونکہ اس نے انسان کی زندگی کا ذمہ خود لیا ہے۔ معاشی حالات کے علاوہ دیگر حالات بھی وہی درست کرے گا۔ وما من دآبۃٍ فی الارض الّا علی اللّٰہ رزقھا۔ انسان تو انسان باقی مخلوقات کا پالنہار اور روزی رساں بھی وہی ہے۔ مچھلیوں کو سمندر کی تہ میں کون رزق دیتا ہے۔ وہی ذات جو انسانوں کو رزق مہیا کرتی ہے، جو اژدھاؤں کو رزق پہنچاتا ہے، جو سؤروں اور کتوّں کو بھی دیتا ہے۔ ہر جاندار، چرند پرند کو دیتا ہے جب وہ دیگر مخلوقات کو دے سکتا ہے تو کیا انسان جب اس کا فرمانبردار، اس کا تابع اور صحیح معنوں میں اس کے در پر جھک جائے اور اطاعت گزار بندہ بن جائے تو اس کو رزق نہ دے گا؟ یقینی طور پر دے گا۔ بشرطیکہ انسان اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ ضابطہ اور دائرہ کے اندر رہے۔ اس کائنات میں ارض و سماء، شمس و قمر، لیل و نہار کی گردش، ہواؤں کا نظام کس انداز سے اللہ نے کر رکھا ہے۔ ان سب کو ایک ہی نظام، ایک ہی ضابطے اور ایک ہی دائرہ میں جکڑ رکھا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے مختلف طبقات اور مختلف گروہ ہیں۔ جن میں علماء بھی ہیں، صلحاء بھی، شعراء بھی ہیں اور خطباء بھی،

ڈاکٹر بھی ہیں اور انجینئر بھی، چور بھی ہیں اور ڈاکو بھی۔ لیکن ان سب کے لیے بھی اللہ نے ضابطہ اور اصول وضع کر رکھا ہے۔ بڑے بڑے نامی گرامی خدا کے باغی اور دشمن پیدا ہوئے۔ لیکن سب کی رگِ حیات اسی کے قبضہ میں ہے۔ جب چاہا کسی کی رسی دراز کر دی، جب چاہا کسی کی گردن توڑ کے رکھ دی، خدا کے سرکش رب الاعلیٰ کی صدائیں اور آوازیں لگاتے ہیں۔ اس کی حدود کو توڑتے ہیں۔ اس کے باوجود خدا ڈھیل دیتا ہے، مہلت دیتا ہے، اُن کو روزی دیتا ہے۔ ان کو سلطنتیں دیتا ہے، حکومتیں دیتا ہے، ان کو ضروریاتِ زندگی میسر کرتا ہے، ان کو بیٹے بیٹیاں دیتا ہے، مال و دولت سے نوازتا ہے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ یہ اس کے منکر ہیں، اس کے باغی ہیں، اس کے سرکش ہیں، کافر ہیں۔ خدا کی توحید اور پیغمبروں کی رسالت کے منکر ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہے۔ اگرچہ انسان اس کی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے۔ ان کی ان حرکاتِ شنیعہ کے حساب کا اور جزا سزا کا اللہ نے ایک اور جہان تجویز کر رکھا ہے جہاں ایک اور ضابطہ ہے۔ اگر دنیا میں منکرین کے ساتھ — ع

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

والا معاملہ تھا تو قیامت میں وہ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کا نظارہ بھی دیکھیں گے۔

تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ہم انسان ہیں۔ اللہ نے ہمارے لیے ضابطہ مقرر کیا ہے کہ جب ہمیں حکومت و سلطنت حاصل ہو تو سب سے پہلے اس نظام کو جو انسان کی تخلیق کا باعث ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اس کو نافذ و جاری کریں۔ ورنہ ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

گویا اللہ نے جب انسان کے لیے دو راستے واضح کر دیے ہیں اور ساتھ ہی ایک راستے پر چلنے کی بناء پر بشارت سنائی ہے۔ جو ہدایت کا راستہ ہے۔ اور دوسرے راستے پر چلنے کی بناء پر تنبیہ اور وعید سنائی جو کہ گمراہی کا راستہ ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے چاہے خدا کے پیغمبروں کے راستہ پر چل کر اطاعت و انقیاد اور عجز و انکسار کی راہ اختیار کرے یا قارون، ہامان، نمرود اور فرعون کے راستہ پر چل کر ان کے نظام اور طریقِ کار کا معاون و ممد بن جائے۔

بہرحال اللہ نے یہ ملک ہمیں عطا فرمایا اور جب سے یہ ملک معرضِ وجود میں آیا ہے۔ علماء اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ سارے نہ سہی لیکن کچھ ایسے ضرور ہیں جو خلوصِ نیت سے تبلیغ، تقریر، تحریر، درس اور تدریس کے ذریعہ اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔ دینِ اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس بناء پر کہ کل قیامت کو ان سے پوچھ نہ ہو اور اللہ کے ہاں معذرت کر سکیں۔ اب عوام اور حکمران قیامت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ۔ کہ ہمارے پاس ڈرانے والا اور اسلام کا پیغام پہنچانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔ پاکستان میں کوئی حکمران ایسا نہیں آیا۔ جس کے کانوں تک اسی مسجد میں، اسی منبر پر بیٹھنے والی شخصیت حضرت شیخ التفسیرؒ نے تحریر و تقریر اور قول و فعل کے ذریعہ اسلام اور قرآن کا پیغام نہ پہنچایا ہو۔ بلکہ ایوب خاں مرحوم کے دور میں تو حضرتؒ نے فرمایا تھا کہ دین کی خدمت کے لیے سول اور فوج کے جس محکمہ میں جتنے علماء ضرورت ہوں میں دوں گا۔ ان کا آنا جانا، روٹی کپڑا، کھانا پینا، تنخواہ وغیرہ کے انتظامات ہم خود کریں گے۔ اس کا جواب کیا دیا گیا۔ شکریہ کے خط کے سوا مشورہ قبول کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔ لیکن حضرتؒ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ تاکہ کل قیامت کو حکمران طبقہ خدا کے سامنے یہ عذر نہ کر سکے کہ ہم برطانیہ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے رہے، تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ہم نے جب اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل ہی نہ کی تو ہم اسلام کو کیسے اپنے دورِ حکومت میں نافذ کرتے۔ (باقی ص۱۱ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

ذکر میں بھی "اعتدال" ضروری اور لازمی ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۔

ترجمہ: "اور یاد کیا کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام اور مت ہو غافلوں میں سے!"

ذکر اللہ مقصد حیات ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

"ذکر" ایک تو ضابطہ کا ہے جیسے پنجگانہ نماز وغیرہ باقی سلاسل اربعہ میں ذکر وغیرہ کی مختلف صورتیں ہیں ہمارے سلسلہ قادریہ کے علاوہ باقی تینوں سلاسل میں نہ حلقہ ہے نہ جھرا۔ یہ چیز صرف ہمارے سلسلہ میں ہے لیکن یہ سمجھنا مناسب نہیں کہ یہ کوئی بدعت ہے۔

خود اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر چھوڑ دینا تو غفلت ہے وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ ۔

ہاں کرنے کی صورتیں کئی ہیں ان میں سے خیفۃ و دون الجھر بھی ہے جس کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ ارشاد فرماتے ہیں :-

"حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ صبح و شام اسے بکثرت یاد کیا کرو۔ نیز فرمایا کہ رغبت، محبت اور خوفِ خدا کے ساتھ اس کی یاد اپنے دل میں اپنی زبان سے کرتے رہئے۔ چیخنے چلّانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مستحب یہی ہے کہ شور وغوغا اور ہنگامہ کے ساتھ چلّا چلّا کر ذکرِ خدا نہ کیا جائے"۔

گویا غوغا آرائی سے تو ممانعت ہے کہ یہ چیز ادب کے منافی ہے اور یہاں تو یہ عالم ہے کہ حضور علیہ السلام کے سامنے بلند آواز سے بات کی اجازت نہیں تھی کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی اس کی اجازت نہیں کہ مقام ادب ہے۔

جب حضور علیہ السلام کا یہ عالم ہے تو خداوند قدوس جو احکم الحاکمین ہے اس کے سامنے غوغا آرائی کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ دنیا کے بڑے لوگوں کے سامنے انتہائی ادب و احترام سے گفتگو کی جاتی ہے تو میاں! خدا تو خدا ہے۔ اب ہمارے یہاں یہ عالم ہے کہ خدائی حدود کو چھوڑ کر ذکر کیا جاتا ہے بھلا بتائیں اس کی کب اجازت ہو سکتی ہے؟

ہمارے بریلوی حضرات اپنی مساجد میں نماز کے بعد بلند آواز سے جو ذکر وغیرہ کرتے ہیں اور جس میں عام طور پر امداد کن امداد کن وغیرہ کے جاہلانہ اور غلط جملے بھی استعمال ہوتے ہیں کی کیونکر اجازت ممکن ہو سکتی ہے کہ اس میں دوسرے نمازیوں وغیرہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ جیسا کہ اکثر لوگوں کا مشاہدہ ہے کہ ایسی صورت میں الحمد شریف جیسی چیز بھی بار بار بھول جاتی ہے ہمارے دور کے محقق عالم حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب کی محققانہ کتاب "حکم الذکر بالجہر" ابھی ابھی چھپ کر آئی ہے۔ اس پر خدام الدین میں تبصرہ بھی آ

(باقی صـ۱۱ پر)

عالم اسلام کو ایک بنانے کے لیے پہلا قدم معاشی اتحاد

ترکی وزیر جناب حسن اقصائی سے مختار حسن کی ملاقات

ترکی کے وزیر مملکت برائے مذہبی امور جناب حسن اقصائی عالمی سیرت کانگرس کے اُن شرکاء میں سے تھے جن کی اسلام کے لیے تڑپ اور اتحادِ عالمِ اسلامی کے لیے بے تابی کا ہر کوئی معترف ہُوا۔ جن کے جذبۂ اتحاد کے سبھی قائل ہوئے اور کانگرس کے دوران جن کا جذب دروں بار بار آشکار ہُوا۔ سیرت کانگرس کے وزیر مندوبین میں سے وہ بے باک ترین وزیر تھے جو عالم اسلام کے اتحاد کی راہ میں کسی مصنوعی پروٹوکول کو خاطر ہی نہیں لاتے تھے۔ صاف صاف اور کھری کھری باتیں کہہ کر انھوں نے اکثر کے دل موہ لیے اور ان کی یہ دلیری دوسروں کے لیے بھی ہمت انگیز تھی۔

جناب حسن اقصائی "نیشنل سالویشن پارٹی" سے تعلق رکھتے ہیں جو ترکی میں مسلم اتحاد اور اسلامی استحکام کے لیے سرگرم ترین جماعت ہے۔ ترکی میں "پارٹی" کا تلفظ "پارتیسے" ہے اور نیشنل سالویشن پارٹی کو "ملّی سلامت پارتیسے" کہا جاتا ہے ملی سلامت پارٹی گزشتہ انتخابات میں ابھری ہے اور اسے ترکی کی دو بڑی جماعتوں سابق وزیر اعظم بلند ایجوت کی ری پبلکن پارٹی (جمہوریت خلق پارتیسے) اور موجودہ وزیر اعظم جناب سلیمان دیمرل کی جسٹس پارٹی (عدالت پارتیسے) کے درمیان توازنِ اقتدار حاصل ہے۔ ملی سلامت پارٹی اس توازنِ اقتدار کو نہایت دانش مندی کے ساتھ ترکی کی سیاست میں اسلام کے نفوذ کی خاطر بروئے کار لا رہی ہے۔ ملی سلامت پارٹی کی یہ کامیابیاں قبرص میں ترکی کے تاریخی کردار سے لے کر سپر پاورز کی ہدایات سے آزاد خارجہ پالیسی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ کچھ عرصہ پیشتر ملی سلامت پارٹی نے جمہوریت خلق پارٹی کے جناب بلند ایجوت کی سرکردگی میں کابینہ تشکیل دی تھی۔ اُن سے اختلاف ہُوا تو جناب سلیمان دیمرل کی عدالت پارٹی کو دستِ تعاون پیش کیا۔ ترکی کی ملت سلامت پارٹی کا طریقہ کار پورے عالم اسلام میں اسلامی استحکام اور مسلم اتحاد کے لیے کوشاں تحریکوں کو راہ دکھاتا ہے۔

جناب حسن اقصائی کی شخصیت ملّی سلامت پارٹی کے اس لائحہ عمل کا آئینہ تھی۔ پُرعزم، باہمت، دلیر، ہر دم کمربستہ نظریاتی طور پر پختہ اور مسائل پر براہ راست ضرب۔ کردار اور شعور کی ان صفات سے پُر فرد کا نام حسن اقصائی ہے۔ جس کی ہر بات، ہر حرکت اسی کے اظہار کا ذریعہ تھی۔ جناب حسن اقصائی کی انہی صفات کے پیشِ نظر ان سے پہلا ہی سوال براہِ راست نوعیت کا تھا۔ ان سے پوچھا گیا تھا عالم اسلام کے اتحاد کا آغاز کہاں سے ہو سکتا ہے؟

ج۔ ہمیں معاملات MATTERS سے نہیں افراد (MNS) سے اس کا آغاز کرنا ہوگا۔ افراد ہی اصل قوت ہوتے ہیں، وہی اتحاد کو بروئے کار لاتے ہیں اور معاملات کو عملی شکل بھی وہی دیتے ہیں۔ مسلم اتحاد کے خیال کو مسلمان افراد کے اندر اس طرح جاری و ساری ہونا چاہیے جس طرح خون بدن میں دوڑتا ہے۔ شاید پاکستان کے لیے اس معاملے میں کچھ مسائل ہوں۔ جہاں تک ترکوں اور عربوں کا تعلق ہے ہمارے لیے ان ملکوں میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

س: یور ایکسی لینسی! آپ کی اجازت سے مَیں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم اتحاد کا کام کیسے شروع ہو سکتا ہے؟

ج: بعض لوگ کہتے ہیں مسلم اتحاد کا آغاز ٹکنالوجی میں تعاون سے ہونا چاہیے اور کچھ افراد یہ اصرار کریں گے۔ پہلے ہی قدم پر پورا اتحاد ہو، ضروری ہے۔ اسی طرح کئی اور تجاویز بھی آسکتی ہیں۔ میری رائے ہے مسلمانوں کو بہرحال متحد ہونا پڑے گا۔ اس لیے یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ پہلے یہ کام ہو یا وہ پہلے ہو جائے اصل ضرورت کام کے

بلاتاخیر شروع ہو جانے کی ہے۔

س: جناب! آپ کی گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک مسلمانوں کے فوری اتحاد کا کوئی خصوصی پس منظر ہے؟

ج: اس وقت مسلم ملکوں کو اتحاد کے لیے مواقع اور وسائل میسّر ہیں، ایسا بہترین اتفاق (CHANCE) قریبی تاریخ میں کبھی مسلمانوں کو حاصل نہیں رہا۔ تیل کی دولت ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں اور اللہ کرے کہ تیل کے ختم ہونے سے پیشتر ہمیں ایسے اور وسائل مل جائیں۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ مسلمان ممالک بالخصوص تیل کی دولت سے بہرہ ور ممالک بڑی اور بنیادی صنعتیں لگائیں مغربی دنیا عالمی نظام زر اور بنکنگ کے ذریعے ان دولت مند مسلمان ملکوں کا استحصال کر رہی ہے۔ عالمی معاشی نظام اور اس کے مراکز ان کے قبضے میں ہیں، چنانچہ وہ تیل کی دولت سے مالا مال مسلمان ملکوں کے جمع شدہ سرمائے کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مسلم دنیا میں پاکستان اور ترکی اور ایسے کئی مسلمان ملک ہیں جن کے پاس تیل نہیں ہے لیکن ان کے پاس بعض دوسرے وسائل ہیں۔ چنانچہ تیل کے مالک مسلمان ممالک اور دوسرے وسائل رکھنے والے مسلم ملک مل کر ایسی صورت پیدا کر سکتے ہیں کہ عالم اسلام مغرب کے مالی استحصال سے نجات پا جائے۔

س: یور ایکسی لنسی! مغرب کے مالی استعمار سے چھٹکارا پانے کے لیے آپ کے ذہن میں کیا نقشہ ہے؟

ج: دیکھئے! یہ کام کوئی مسلمان اکیلے نہیں کر سکتا، اگر اس کا بخوبی احساس کر لیا جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے، انسانی وسائل (آبادی) اور مہارت (ٹکنالوجی) ترقی کے لیے سرمایہ سے کم اہم لازمہ نہیں۔ افرادی قوت، تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ بھی دولت ہے اور ترقی کے لیے مطلوب ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اسلامی دنیا کے کئی ملکوں کے پاس یہ ذرائع موجود ہیں اور بعض دوسرے ملکوں کے پاس مالی وسائل یعنی تیل کی دولت ہے۔ ان دونوں کا منصوبہ بندی سے استعمال مغربی دنیا کی اسلامی ممالک پر بالادستی ختم کر ڈالے گا۔ اس وقت تیل والے عرب ملکوں کے تیس ارب ڈالر مغربی ملکوں کے بنکوں میں جمع ہیں۔ عربوں کی یہ کثیر دولت مغربی ملکوں کے قبضے اور استعمال میں ہے۔ مغربی ملکوں میں پڑی ہوئی یہ رقم مسلمانوں کی نہیں، مغربی ملکوں کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔ اسی رقم کی اگر مسلمان ملکوں میں سرمایہ کاری کی جائے تو عالم اسلام میں معاشی انقلاب آ جائے گا اور ایک صدی سے زائد عرصہ پر محیط عالم اسلام کے قدرتی وسائل کا مسلسل استحصال ہٹ جائے گا۔

س: جناب! آپ مسلم دنیا کے صرف معاشی اتحاد پر زیادہ زور دے رہے ہیں؟

ج: جی ہاں! اس لئے کہ معاشی اتحاد کے بغیر سیاسی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ عالم اسلام میں تہذیبی اتحاد اس وقت موجود ہے۔ ہمیں اس نقطہ سے معاشی اتحاد کی طرف بڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد عالم اسلام کے کسی سیاسی اتحاد کا امکان ہو سکتا ہے۔ پہلے معاشی اتحاد کی ضرورت ہے — اور اس ضمن میں ایک چیز یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اتحاد کے ان سب خیالات کو عمل صورت دینے کی راہ میں بین الاقوامی طاقتیں حائل ہوں گی۔ اور جو کچھ ہو گا وہ ان کے علی الرغم ہوگا۔

س: یور ایکسی لنسی! آپ باخبر حیثیت کے مالک ہیں۔ کیا عالم اسلام کے اتحاد کے رُخ پر کوئی عملی پیش رفت ہوئی ہے؟

ج: میں آپ کو خوشخبری دینا چاہتا ہوں، آپ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس سمت میں کتنی بڑی اور اہم پیش رفت (DEVELOPMENT) منظر عام پر آتی ہے۔ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ بہت جلد لیبیا، ترکی، عراق، سعودی عرب اور پاکستان انتہائی قریبی تعاون کی ایک صورت پیدا کریں گے۔

س: جناب! اس تعاون کی نوعیت کیا ہو گی؟ — یہ یورپی مشترکہ منڈی کی مانند ہوگا یا دولتِ مشترکہ کی طرح ہوگا؟

ج: ان پانچ ملکوں میں تعاون کی صورت برطانوی دولتِ مشترکہ کے قریب قریب ہو سکتی ہے۔ بلکہ عملاً اس سے کہیں بہتر۔ اور مستقبل قریب میں آپ اسے وجود میں آتے دیکھیں گے۔ لیبیا اور ترکی میں وسیع پیمانے پر پہلے ہی تعاون موجود ہے اور اس سلسلے میں مزید پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے جناب نجم الدین اربکان (نائب وزیر اعظم اور ملّی سلامت پارٹی کے قائد) لیبیا جا رہے ہیں۔ وہ عنقریب پاکستان بھی آئیں گے۔

س : آپ مسلمانوں کے عالمی اتحاد کے بارے میں بہت پُر امید ہیں کیا یہ چیز حالات سے مطابقت رکھتی ہے؟

ج : جس نظریے پر ہم ایمان رکھتے ہیں وہ نا امید ہونا نہیں سکھاتا - اور پھر مسلمانوں کا اتحاد بذاتِ خود اس نظریہ کا حصہ ہے - مسلم دنیا میں اتحاد کا عمل شروع ہو چکا ہے - مسلمان ملکوں میں وسیع تر اور بڑھتا ہوا تعاون اسی کی نشاندہی کرتا ہے -

س : یور ایکسی لنسی ! کیا آپ پاکستان اور دنیا کے مسلمانوں سے کچھ کہنا پسند کریں گے ؟

ج : ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو اپنا رہنما بنا لینا چاہیے - ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں سیاسی لیڈر، فوجی کمانڈر، ریفارمر غرضیکہ ساری مثبت شخصیتیں جمع پاتے ہیں - اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم جس شعبۂ زندگی میں ہوں ان کی قائم کردہ معیاری شخصیت کو سامنے رکھیں - یاد رکھئے ! بعض لوگ مذہب کو سیاست اور دوسرے شعبوں سے الگ رکھ کر مسلمانوں کو ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم کر دینا چاہتے ہیں - وہ مسلمانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ عظیم ترین روایات چھین لینا چاہتے ہیں اور یہی دین اور سیاست کو ایک دوسرے سے جُدا رکھنے کی وہ سازش ہے جس سے مسلمانوں کو خبردار ہونا چاہیے -

(بشکریہ طاہر)

بقیہ : خطبہ جمعہ

آج بھی برسرِ اقتدار طبقہ اپنے سابق حکمرانوں کی ڈگر پر چل رہا ہے بلکہ اسلام کو رسوا اور ذلیل کرنے میں اُن سے بھی دو قدم آگے ہے کہ ایک طرف تو اسلام اسلام کی رٹ طوطے کی طرح لگاتے ہیں دوسری طرف اسلامی شعائر کو استحصال سے تعبیر کرتے ہیں - ایک طرف سیرت کانفرنس کے لیے کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور دوسری طرف حضور علیہ السلام نے عورتوں کے لیے پردہ لازمی اور ضروری قرار دیا - اس کو "جیل" سے تشبیہ دیتے ہیں - اس سے بڑھ کر اور کیا منافقت ہو

سکتی ہے ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حق بات کہنے، حق بات سننے، حق پر عمل کرنے اور علماء حق کی زندگیوں کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین !

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

بقیہ : مجلسِ ذِکر

چکا ہے - موصوف نے کمال دیانت و تحقیق سے ذکر اور اس کی مختلف صورتوں پر بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے اور ہمارے حلقہ کے ذکر کے متعلق جواز کا ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ہمارا سلسلہ غوغا آرائی سے پاک ہے - نماز کے وقت کے علاوہ یہ سلسلہ ہوتا ہے اور اس میں بھی سوز و گداز اور طمانیت، اعتدال وغیرہ ہے ہنگامہ آرائی نہیں اور مَیں یہ کہنا چاہوں گا کہ بعض دوست اگرچہ خلوص سے انتہائی زور زور سے ذکر کی کوشش کرتے ہیں - یہ صحیح ہے کہ یہ سلسلہ مسابقت الی الخیر کا ہے لیکن یاد رکھیئے کہ یہ درست نہیں - درست سلسلہ خیر الامور اوسطہا ہے - اس لیے آپ حضرات بڑے سکون، اطمینان اور توسط و اعتدال سے اللہ اللہ کریں -

اللہ تعالےٰ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے - اور قدرت صحیح طریق سے اپنا نام لینے کی توفیق بخشے -

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

بقیہ : احادیث الرسول ؐ

اور گیتوں سے خوب گایا بجایا اور دنیا بھر میں پھیلایا موت کے نام سے کانپنے لگے - یہ سب بزدلی پیدا کرنے کے اسباب ہیں - جن کی جڑ یقیناً انہی دو چیزوں میں ہے جن کو حضورؐ نے ایک لفظ وہن کے اندر جمع کر دیا اور پھر تشریح فرما دی کہ یہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت اور خوف -

یادِ رفتگاں

دبستانِ بخاری کا گُلِ سرسبد

حضرت مولانا محمّد علی جالندھری قدس سرہٗ

مے موت ہے آخر کوئی کتنا ہی ہو صاحب کمال
حیّ و قیّوم اک فقط ہے ذات ربّ ذو الجلال

یہ دنیا جب سے آباد ہوئی تب سے یہی کچھ ہو رہا ہے کہ انسانوں کی آمد و رفت برابر جاری ہے۔ کوئی آتا ہے تو کوئی جاتا ہے اور جانے والوں میں بادشاہ، رعایا، عالم، جاہل، مالدار، فقیر، چھوٹا، بڑا، مرد اور عورت سبھی شامل ہیں۔ خدا نے زمین کا پیٹ کتنا بڑا بنایا ہے کہ ہزارہا سال سے دنیا سے جانے والے اس میں دفن ہو رہے ہیں لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور گویا مسلسل صدائے "من مزید" جاری ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جانے والوں کی کمی نہیں اور ان گنت تو ایسے ہیں جن کی قبروں کے نشانات تک کا پتہ نہیں۔ پہ ایسوں کی بھی کمی نہیں کہ بے شک ان کی قبریں معدوم ہو جائیں پر وہ نہیں مٹتے، نہیں مرتے، زندہ رہتے ہیں اور ایسے کہ "زندگی" میں بھی ایسے زندہ نہ تھے۔ انہی لوگوں میں ایک مردِ فقیر تھے، نام محمد علی، جالندھر کے رہنے والے، وضع قطع سے ٹھیٹھ دیہاتی، دیوبند کے مایہ ناز شاگرد، علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے ہونہار فرزند روحانی، امیرِ شریعت قدس سرہٗ کے دستِ راست، جانشین اور بہت کچھ ــ دل دھڑکتا تو اسلام کے لیے، قدم اٹھتا تو اسی خاطر، بولتے تو موتی رولتے اور ہر ایک یہی کہتا ع
"میں یہ سمجھا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"

۷۰ء کا سال تھا، اپریل کا مہینہ اور اس مہینہ کی ۱۲، تاریخ۔ اچانک خبر ملی، مولانا انتقال کر گئے! کون مولانا؟ یہی مولانا محمد علی جالندھری کا انتقال ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں، جنازہ اٹھا وہیں سے ــ جنازہ اٹھا تو دفتر کی حالت یہ تھی کہ اینٹ اینٹ سوگوار اور آواز آ رہی تھی ــ ع
"دِوانا مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری"

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ابتدا میں عدمِ تقلید کا شکار تھے۔ بعد میں امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو گئے ــ تمول و زمینداری کے باوصف دیوبند گئے۔ ذہن رسا، فکر صحیح اور عقل و فراست خدا نے پہلے دے رکھی تھی اب دیوبند گئے تو اکل کھرا سونا ثابت ہوئے ــ اساتذہ کی نگاہوں کا تارا بن گئے۔ بزرگ دعائیں دیتے آفریں کہتے اور جہاں تقریر کو جاتے وہیں کے احباب وہیں کا ہو رہنے کا تقاضا کرتے۔ یہی حال ملتان میں ہوا۔

غالباً ۴۲ء کا قصہ ہے تقریر کی تو ملتان والے سر ہو گئے آخر سراج السالکین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ اور جماعتی رہنما رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے حکم سے جمعہ کا وعدہ ہو گیا اس وعدہ کو تا دمِ آخر نبھایا۔ کلکتہ، دہلی، پشاور تک آ کر ملتان جمعہ پڑھایا۔

شروع میں ہی آزادی کے متوالے تھے۔ یہی چیز مجلس احرار اسلام میں لے گئی اور بہت جلد مجلس کی صفِ اوّل کے رہنماؤں میں آ گئے۔ معاملہ فہم تھے، دوسروں کو متاثر کرنا اور اپنا ہمنوا بنا لینا ان پر بس تھا ــ جب پاکستان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوّت بنی تو امیر شریعت کے رفیق خصوصی آپ تھے اور غایت درجہ معتمد! اس اعتماد کو یوں قائم کیا کہ مجلس کا ملک و بیرون ملک تعارف کرایا اور روح بخاری کی طمانیت کا سامان مہیا کیا۔ ۵۳ء میں مفتی محمود صاحب فاتح ہو کر چنیوٹ

(باقی صـ ۲۴ پر)

ثمرات الاوراق

(مسلسل)

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ

قرآن مجید کیساتھ سلف صالحین کا تعلق

امام شافعی نے فرمایا: مکہ مکرمہ سے جب میں روانہ ہوا تو میری عمر چودہ برس کی تھی۔ منہ پر ابھی سبزہ نمودار نہیں ہوا تھا۔ اثنائے سفر میں ایک قافلے والوں سے ملاقات ہوئی۔ ایک بڑے میاں نے مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ میں نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ بوڑھے نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر میرا وطن ہے۔ میں نے پوچھا کہ مدینے میں کتاب اللہ کا عالم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دینے والا مفتی کون ہے؟ بوڑھے نے جواب دیا، مالک بن انس یعنی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے کہا آہ خدا ہی جانتا ہے امام مالک سے ملنے کا کتنا شوق ہے۔ بوڑھے نے جواب دیا خوش ہو جاؤ۔ خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا۔ ہم اب وطن کو جا ہی رہے ہیں۔ سب سے اچھے اونٹ پر تم کو سوار کر دیا جائے گا اور امام مالک کے پاس تمہیں پہنچا دینگے قافلہ چل پڑا میں نے تلاوت شروع کر دی۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک سولہ ختم قرآن پاک کے کئے۔ ایک ختم دن میں کر لیتا تھا اور دوسرا رات میں۔ سبحان اللہ العظیم

(العلم والعلماء للعلامۃ ابن عبدالبرؒ)

ایک دیوانے کا تعلم بالقرآن

بغداد کے امراء میں سے کسی امیر کی مجلس نشاط گرم تھی اور صاحب مجلس کے سامنے ایک طباق میں بادام رکھے ہوئے تھے کہ ایک مجنون کسی طرح مجلس میں آگیا۔ اس کی نظر نے بمصداق "دیوانہ بکار خویش ہشیار" سب سے پہلے جس کو دیکھا وہ باداموں سے بھرا ہوا طباق تھا۔ منہ میں پانی بھر آیا۔ حسن طلب کے طور پر پوچھا۔ مَاهٰذَا۔ یہ کیا ہے؟

امیر نے اس کے مقصد کو سمجھا اور ایک بادام اٹھا کر دیوانے کی طرف پھینک دیا۔ اب کیا تھا۔ اپنے علمی سوال کا علمی جواب پا کر ہمت بڑھ گئی۔ باب سوال مفتوح ہو گیا۔ مگر اس کی دیوانگی پر ہزار فرزانگیاں قربان۔ جب علمی طور پر سوال کیا تو نزاکت طلب کے ساتھ طریقہ بھی اچھا تجویز کیا۔ جب مطلوبہ بادام پا چکتا تھا تو ایسی آیت کی تلاوت کر دیتا تھا۔ جس میں حاصل شدہ عدد سے بڑا عدد ہو۔ چنانچہ جب امیر نے اسے ایک بادام دیدیا تو کہتا ہے:

دیوانہ: ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ترجمہ: دونوں میں کا دوسرا جب وہ غار میں تھے۔

امیر نے اشارہ سمجھ کر دوسرا بادام دے دیا۔

دیوانہ: فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ترجمہ: پس ہم نے ان کو عزت دی تیسرے سے۔

امیر نے تیسرا بادام دے دیا۔

دیوانہ: فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ ترجمہ: پس پکڑ چار پرندوں میں سے

امیر نے چوتھا بادام دے دیا۔

دیوانہ: خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

امیر کو پانچواں بادام بھی دینا پڑا۔

دیوانہ: فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ترجمہ: چھ دن میں

امیر نے پانچ سے چھ کر دیئے۔

دیوانہ: سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ترجمہ: سات آسمان تہ بتہ

امیر نے ساتواں اور کر دیدیا۔

دیوانہ: ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ترجمہ: آٹھ جوڑے

امیر نے آٹھواں اور بڑھا دیا۔

دیوانہ: وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ۔ ترجمہ: اور تھے شہر میں ۹/ نو گروہ۔

امیر نے ایک اور بڑھا دیا۔

دیوانہ: تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ترجمہ: یہ دس کامل۔

امیر نے پورے دس کر دیئے۔ مگر دیوانے کا پیٹ نہیں بھرا تھا۔ اس کی نیت ہی کچھ اور تھی۔ کہتا ہے:

دیوانہ: اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ترجمہ: گیارے تارے۔

امیر نے ایک اور بڑھا دیا۔

دیوانہ: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ترجمہ: تحقیق تعداد مہینوں کی اللہ تعالے کے نزدیک گیارہ ہے۔

امیر نے بارہ کی تعداد پوری کردی۔ مگر دیوانہ بھی امیر کی اس کوتاہ دستی سے تنگ آگیا اور قدم بڑھا کر کہا:

دیوانہ: وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ ترجمہ: اگر تم میں سے ہوں بیس ۲۰۔

امیر نے حسب عادت اس کا طلبیدہ عدد پورا کردیا۔ دیوانے نے آیت کا اگلا حصہ پڑھا۔

دیوانہ: یَغْلِبُوْا مِاْئَتَیْنِ ترجمہ: غالب آئیں گے دو سو پر۔

امیر نے تنگ آکر سارا طباق اس کے سامنے رکھ کر کہا، کم بخت کھالے خدا تجھے کبھی شکم سیر نہ کرے۔

دیوانے نے اپنی فتح پر مسکرا کر کہا اگر آپ ایسا نہ کرتے تو میں عنقریب یہ آیت پڑھتا۔

دیوانہ: وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ

ترجمہ: اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا زیادہ کی طرف بھیجا۔

اگر وہ واقعی یہ آیت پڑھتا یا پڑھ دیتا تو امیر کو یَزِیْدُوْنَ (جس کی کوئی حد ہی نہیں) کی تکمیل مشکل ہو جاتی۔

"رہے وہ زمین جسے ایسے ایسے دیوانے نصیب ہوئے"

روحانی امراض کا علاج

السید الجلیل صاحب الکرامات والمعارف والمواہب واللطائف ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دل کے روگ کا علاج پانچ چیزیں ہیں:

(۱) قرآن کی تلاوت تدبر کے ساتھ
(۲) پیٹ کا خالی رہنا (۳) رات کا جاگنا یہ سلسلہ عبادت
(۴) سحر کے وقت بارگاہ الٰہی میں تضرع
(۵) نیکو کاروں کی صحبت (شرح اربعین للفشنی)

جاحظ سے ایک عورت کا رسوا کن تمسخر

جاحظ کہتا ہے مجھ کو زندگی میں کسی سے شرمندگی نہیں اٹھانا پڑی ہاں دو عورتوں نے بیشک مجھے بہت خجل کیا جن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے دروازہ پر ٹہل رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے ایک بڑی ضرورت درپیش ہے۔ ذرا تھوڑی دور میرے ساتھ چلیئے۔ میں اس کے ساتھ ہولیا۔ ایک یہودی سنار کی دوکان پر جاکر کھڑی ہوگئی اور اس سے مخاطب ہوکر کہا، ایسا ہی۔ اور یہ کہہ کر چلتی بنی۔ میں نے سنار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا اس عورت نے ایک انگوٹھی مجھ سے بنوائی اور فرمائش کی کہ میں اس شیطان کی صورت نقش کردوں۔ میں نے کہا، میں کیا جانوں شیطان کیسا ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ چلی گئی اور اب یہاں آکر جو کچھ اس نے کہا وہ تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔

نوٹ: جاحظ بہت ہی بدشکل انسان تھے۔ لیکن علم وفضل کی دولت سے مالامال تھے۔

خلیفہ ہارون الرشید کی ذہانت فراست

خلیفہ ہارون الرشید اپنے ندیموں اور مصاحبوں کے مجمع میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین خدا تیری آنکھوں کو سکون مرحمت کرے اور خدا نے جو کچھ تجھے دیا ہے۔ تو اس کا سکھ لوٹے اور تیری خوش بختی انتہا کو پہنچے۔ تو بڑا اچھا حکمران ہے اور بڑا اچھا انصاف کرتا ہے۔

ہارون نے پوچھا، اے عورت تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں آل برمک میں سے ہوں۔ جس کے مردوں کو تو نے قتل کردیا، جن کا مال واسباب تو نے چھین لیا۔ جن کی دولت وثروت پر تو نے قبضہ کرلیا۔ یہ سن کر ہارون نے کہا، برمک کے مردوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ ان پر خدا کا حکم نافذ ہوچکا۔ جو کچھ مقدر میں لکھا تھا وہ پورا ہوا۔ لیکن مال موجود ہے اور وہ تجھے واپس کیا جاتا ہے۔

پھر وہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کچھ سمجھے بھی یہ عورت کیا کہہ گئی۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں سمجھے کہ اس نے آپ کو دعا دی۔ ہارون نے کہا تم بالکل نہیں سمجھے۔

جب اس نے یہ دعا دی کہ خدا تیری آنکھوں کو سکون کرے تو مطلب یہ تھا کہ اُن کی حرکت بند ہو جائے اور جب آنکھ حرکت کرنے سے رک جاتی ہے تو وہ اندھی ہو جاتی ہے اور جب اس نے کہا خدا نے جو کچھ تجھے دیا ہے تو اُس کا سکھ لوٹے۔ تو وہ دراصل اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

یعنی جب کفار اور طاغوت اپنے مال ودولت میں رنگ رلیاں کر رہے تھے۔ تو خدا کا قہر دفعتہ ان پر لوٹ پڑا اور جب اس نے یہ کہا کہ خدا تیری خوش بختی کو انتہا تک پہونچاوے تو وہ درحقیقت شاعر کا یہ شعر مجھے سنا رہی تھی۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدیقؓ کی بیٹی صدیقہؓ

★ محمد اکرم بھٹی شریک دورہ حدیث شریف

حصان رزان ما تزن بریبۃ
وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

ترجمہ:۔ پاک دامن ہے باوقار ہے شبہ نہیں ہے
بھولی بھالی عورتوں کے بدن کا گوشت نہیں کھاتی (حضرت حسانؓ)

آپ کا نام نامی اسم گرامی عائشہ، صدیقہ لقب، خطاب ام المؤمنین۔ اُم عبداللہ کنیت اور لقب حمیرا ہے۔ سرور کائنات صلعم نے بنت الصدیق کہہ کر خطاب فرمایا۔

آپ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ صدیق اکبر کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں سب سے پہلے اسلام کی نورانی شعاعیں پڑیں اس لیے حضرت عائشہؓ اس مقدس گروہ سے تعلق رکھتی ہیں جن کے کانوں میں کبھی کفر و شرک کی آواز نہ پڑی۔ خود حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان پایا۔ آپ کی عظمت علمی و عملی بے مثال و بے نظیر ہے اور آپ کے تقویٰ و طہارت، زہد و ورع، قوت حافظہ و یادداشت کا بیان ناممکن ہے۔ ایک مسلمان عورت کے لیے سیرت عائشہؓ میں اس کی زندگی کے تمام تغیرات و انقلابات، حوادثات و مصائب، شادی و رخصتی، خوشی و غمی، غربت و بیوگی غرضیکہ زندگی کے ہر موڑ پر آپ کی سیرت مطہرہ مشعل راہ کا کام دیتی ہے اور سیرت عائشہؓ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں صاف طور پر یہ نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے؟

حضرت عائشہؓ شادی سے قبل حضور صلعم کو خواب میں دکھائی گئیں۔ جبرائیلؑ کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک چیز آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ عائشہؓ تھیں۔ حضرت عائشہؓ بچپن میں ایک دفعہ کھیل رہی تھیں۔ آپ نے ایک گھوڑا بھی بنایا جس کے دائیں بائیں دو پر تھے۔ آنحضرت صلعم کا گزر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ گھوڑے کے پر تو نہیں ہوتے، سیدہ عائشہؓ نے بے ساختہ پن سے جواب دیا۔ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑے کے پر نہ تھے۔ ایک دفعہ بچپن میں کھیلتے ہوئے یہ آیت کانوں میں پڑی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامرّ آپ نے اس کو اسی طرح سے یاد رکھا حالانکہ اس وقت ان کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی۔

ان تمام حقائق کے باوجود روز اول سے ہی ایک بد باطن، سیاہ بخت، بے بصر ٹولہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں (معاذ اللہ) نقص تلاش کرنے میں مصروف ہے جیسے ان کو اس کے سوا اور کوئی شغل ہی نہیں۔ افسوس کہ اس ظالم گروہ کی چیرہ دستیوں سے حضرت عائشہؓ کی ذات بابرکات بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ اور اُن پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔ ان کی ذات کو طعنوں کا مورد بنایا گیا (اعاذنا اللہ تعالیٰ عنھم)۔ وہ عائشہؓ کہ جن کو حضورؐ پیار سے، محبت سے حمیرا کہہ کر پکارا کرتے تھے وہ عائشہؓ کہ جن کی وجہ سے امت کو نصف علم ملا، یاد رہے کہ صنف نازک کے متعلق اکثر احکام سے نقاب کشائی انہی کا حصہ ہے، جن کا مقام حدیث میں اتنا بلند ہے کہ چند صحابہ کو چھوڑ کر آپ کی مرویات کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ آپ سے منقول روایات کی تعداد ۲۲۱۰ ہے۔ وہ عائشہؓ جو حیض کی حالت میں بھی حضورؐ کے بال سنوار دیا کرتی تھیں۔ وہ عائشہؓ کہ جن کا حجرہ مسجد نبوی کے بالکل متصل تھا وہ عائشہؓ کہ رب قدوس نے اُس کی عفت و عصمت کی قسمیں خود اپنے قرآن میں کھائیں اور اُس کی برائت میں دو رکوع کے قریب آیات نازل کیں اور جب حضورؐ (فداامی وابی) نے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے اس واقعہ کی تحقیق کی تو تمام صحابہ نے بیک زبان یہ کہا کہ ہمیں رداء عفت و عصمت عائشہؓ پر کوئی دھبہ نظر نہیں آتا۔ وہ پاک بی بی کہ جس کے متعلق ایسے خیال کا نہاں خانہ دل کے کسی گوشے میں آنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے

وہ عائشہؓ جن کی وجہ سے امت مسلمہ کو تیمم جیسی عظیم سہولت حاصل ہوئی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک سفر میں حضورؐ کے ساتھ تھیں۔ واپسی پر آپ کا ہار گم ہوگیا۔ فوراً حضور صلعم کو اطلاع دی گئی صبح کا وقت قریب تھا آپ نے پڑاؤ کا حکم دے دیا اور ایک آدمی اس کے ڈھونڈنے کے لیے دوڑایا اتفاق سے جائے قیام ایسی تھی جہاں پانی مطلق نہ تھا۔ نماز کا وقت آگیا لوگ گھبرائے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ دیکھئے عائشہؓ نے لوگوں کو کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ وہ سیدھے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور انور صلعم آپ کی ران پر سر رکھے محو خواب ہیں حضرت صدیقؓ ناراض ہوئے اور آپ کے پہلو میں کئی کونچے دیے لیکن حضرت عائشہؓ کو چونکہ محبوبؐ کی تکلیف کا خیال تھا اس لیے حرکت بھی نہ کی۔ حضورؐ بیدار ہوئے فوراً یہ آیات نازل ہوئیں :

وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط اولامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان عفواً غفوراً۔ ترجمہ۔ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا حاجت ضروری سے فارغ ہوئے ہو یا عورتوں سے مقاربت کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے منہ اور ہاتھ پر پھیر لو۔ اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

ابھی ابھی مجاہدین اس مصیبت میں تلملا رہے تھے۔ اس ابر رحمت کو دیکھ کر مسرت سے لبریز ہوگئے اور فرزندان اسلام اپنی ماں کے لیے دعا مانگنے میں لگ گئے۔ حضرت اسید بن حضیرؓ ایک بلند پایہ صحابی ہیں جوش و سرور میں پکار اٹھے "اے صدیق کے گھر والو اسلام میں تمہاری یہ پہلی برکت نہیں"۔ صدیق اکبر جو ابھی تادیب کرکے واپس ہوئے تھے فرمانے لگے جان پدر نور نظر، لخت جگر مجھے معلوم نہ تھا کہ تو اس قدر مبارک ہے تیرے ذریعے خدا نے مسلمانوں کو کتنی آسانی بخشی۔ قافلہ چلا تو اونٹ کے نیچے سے ہار پڑا ہوا مل گیا۔

وہ عائشہؓ کہ جن کی باری کا حضورؐ کو شدت بے قراری سے انتظار رہتا تھا۔ وہ عائشہؓ جس کے متعلق ہادی برحقؐ نے فرمایا فضل عائشہؓ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام

وہ عائشہؓ کہ جہاں سے وہ ہڈی نوچتیں اسی جگہ سے حضورؐ نوش فرمایا کرتے تھے۔ وہ بنت صدیقؓ کہ حضورؐ دعوت طعام قبول کرتے وقت ان کی معیت کی شرط لگاتے تھے۔ مرض وفات کے زمانے میں نبی کریمؐ بے قراری سے پوچھتے کہ عائشہؓ کی باری کس دن ہے۔ امہات المؤمنین نے منشاء نبوی سمجھ لیا اور آپ کو اجازت دے دی کہ آپ حجرۂ عائشہؓ میں تشریف لے جائیں۔ وہ عائشہؓ کہ وفات کے وقت حضورؐ ان کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھے اور وفات سے کچھ دیر پہلے عائشہؓ اور حضورؐ کا لعاب جمع ہوا۔ کیونکہ عائشہؓ نے اپنے دانتوں سے مسواک نرم کرکے آپ کو دی اور اس طرح عائشہؓ کا جھوٹا آپ کے منہ میں گیا۔ حضرت عائشہؓ اس بات کو فخر سے بیان کرتی تھیں اور ان کو اس بات پر فخر کرنے کا بجا طور پر حق حاصل تھا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے :-

عن عائشہؓ قالت ان من نعم اللہ علیّ ان رسول اللہ صلعم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری و ان اللہ جمع بین ریقی و ریقہ عند موتہ (او کما قالت)

حضرت عائشہؓ صدیقہ کے فضائل و مناقب کا سب سے روشن باب یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ کا ساتھ نہ چھوڑا اور حجرہ عائشہؓ کے ایک کونے میں ہی مدفون ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ان اجمالی واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ذات قدسی صفات بلندی و رفعت کے کن درجات تک رسائی رکھتی تھی اور ان ہی واقعات سے آپ کی ذہانت، طبعی ذکاوت، دینی تڑپ، مذہبی ذوق کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ آخر میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا سچا قدر دان بنائے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

دانت اکھاڑنے کی ضرورت نہیں

"میری داڑھ میں سخت درد تھا ڈاکٹر سید اختر حسین صاحب ہومیوپیتھ (چونی منڈی لاہور) کی دوا کھانے سے فوراً آرام ہوا۔ بیشک ڈاکٹر اختر حسین کی ہومیوپیتھک دواؤں کی موجودگی میں دانت اکھاڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مرحوم و مغفور شیرانوالہ گیٹ لاہور)

رہائش: اندرون مستی گیٹ۔ لاہور ——— فون ٦١١٧٥

(٩٢٨)

بقیہ : اداریہ

یہ فرض ہے کہ وہ ان کی فتنہ سامانیوں کے تدارک کے لیے کوئی آئینی قدم اٹھائے۔

ایک اہم ترین توجہ طلب مسئلہ سرکاری ملازمتوں پر قادیانیوں کے تسلّط کا ہے۔ قادیانی اپنے حصہ سے کہیں زیادہ سول اور فوج کے اہم ترین عہدوں پر فائز ہیں۔ وہ چن چن کر اپنے عزیز و اقارب یا اپنے ہم مذہب لوگوں کو سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس استحصال سے ہمارا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ پریشان ہے اور وہ بے روزگاری کی وادیوں میں بھٹک رہا ہے۔ قادیانی ایسے پریشان حال نوجوانوں کا شکار کرتے ہیں اور قادیانی مذہب قبول کر لینے کی شرط پر انہیں ملازمتوں کا جھانسہ دلاتے ہیں۔ ممکن ہے حکومت نے اس سلسلہ میں کچھ اقدامات کیے ہوں لیکن صورتِ حال ابھی تک تشویشناک ہے۔ ضرورت ہے کہ قادیانیوں کو کلیدی مناصب سے برطرف کیا جائے۔ مسلمانوں کی حق تلفی کا تدارک کیا جائے۔

قومی اسمبلی کی کارروائی اور صمدانی کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ جو ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کے سانحہ ربوہ سے متعلق ہے وہ بھی صیغہ راز میں ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کی اشاعت کا بارہا مطالبہ کیا گیا مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ قادیانی گروہ کی دست درازیوں سے اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کا تحفظ کیا جائے مگر تا حال اس کے لیے بھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

——— اس لیے مسلمان مجبور ہوئے کہ اس سلسلہ میں عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ چنانچہ راولپنڈی، سرگودھا اور اسلام آباد کے شہریوں نے اس نوعیت کے مقدمات عدالتوں میں دائر کیے۔

یہ صورت حال کا نہایت مختصر سا خاکہ ہے، مسلمانوں کے اضطراب و بے چینی اور قادیانیوں کے تمرد و سرکشی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ صورتِ حال کسی بڑے اضطراب کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے ارباب حکومت کو قادیانی مسئلہ کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے اور مسلمانوں کے اضطراب کو ختم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل مطالبات کو پورا کرنا چاہیے :-

۱۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے کو بروئے کار لانے کے لیے فوری طور پر مناسب قانون سازی کی جائے۔
۲۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر وہاں مسلمانوں کی آبادی کا بندوبست کیا جائے اور قادیانیوں کو ربوہ کے ملحقہ علاقوں میں مزید رقبہ جات ہتھیانے سے باز رکھا جائے۔
۳۔ قومی اسمبلی کی کارروائی کو شائع کیا جائے۔
۴۔ صمدانی کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ، جو سانحہ ربوہ سے متعلق ہے، شائع کی جائے۔
۵۔ قادیانیوں کو اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے باز رکھا جائے۔
۶۔ قادیانیوں کے خلاف آئین کی نفی اور آئین ساز ادارے کی توہین کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے۔ اور انہیں مسلمانوں کو اشتعال دلانے سے باز رکھا جائے۔
۷۔ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔
۸۔ قادیانیوں کے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ پر لفظ "قادیانی" درج کیا جائے۔

اگر حکومت نے ان مطالبات کو وعدۂ فردا پر ٹال دیا تو مسلم عوام مجبور ہوں گے کہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ اور ان کے خلاف دوبارہ منظم کوشش کا آغاز کریں

(علامہ) سید محمد یوسف بنوری
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء

مولانا عبدالستار خاں نیازی پر حملہ

جمعیۃ علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالستار خاں نیازی پر گزشتہ روز جو قاتلانہ حملہ ہوا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

بظاہر حملہ آوروں کا ابھی تک تعین نہیں ہو سکا۔ لیکن سیاسی راہ نماؤں پر ہونے والے تشدد اور متعدد سیاسی راہ نماؤں کے اندوہناک قتل کے پس منظر میں اس واقعہ کو

دیکھا جائے تو حملہ آوروں کا پہچاننا کچھ مشکل امر نہیں۔

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف خان عبدالولی خاں اور جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود پر بار بار قاتلانہ حملے ہوئے۔ خواجہ محمد رفیق، مولانا شمس الدین شہیدؒ، ڈاکٹر نذیر احمد، نواب محمد احمد خاں، جاوید نذیر، عبدالصمد اچکزئی، حیات محمد خان شیرپاؤ اور دیگر سیاسی مقتول انہی قاتلانہ حملوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اور اب مولانا عبدالستار خاں نیازی پر حملہ کی تازہ ترین واردات سے محسوس ہوتا ہے کہ تشدد اور گولی کے ذریعہ سیاست پر گرفت قائم رکھنے والے گروہ نے حالات سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی اور وہ اب بھی سیاسی مخالفین کو گولی کے ذریعہ راہ سے ہٹانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

ان حالات میں محب وطن اور جمہوریت و قانون کی بالادستی کے خواہش مند طبقوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی صفوں میں انتشار و افتراق کے رجحانات کا سدباب کریں۔ اور یک جان ہو کر ملک کو فاشسٹ گروہ سے نجات دلانے کی منظم سعی کریں ورنہ سیاسی راہ نماؤں کا خون یونہی گلیوں بازاروں میں بہتا رہے گا اور احتجاج و مذمت کی کوئی کاغذی دیوار تشدد کا راستہ نہیں روک سکے گی۔

؎ اے کاش ترے دل میں اتر جائے مری بات

بقیہ: مولانا محمد علیؒ

کانفرنس میں آئے تو مولانا نے اعلان کر دیا۔ مفتی صاحب! اپنی چھٹی! اب آپ جانیں اور آپ کا کام!

یہ بات ٹھکانے پڑگئی اور آئندہ کانفرنس میں مولانا نہ تھے۔ مفتی صاحب آئے وعدہ کیا کہ مولانا کی بات یاد ہے اور خوب۔ اور پھر آئین میں مسلم کی تعریف کی تعریف سے لے کر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ تک مفتی محمود قافلہ سالار تھے اور اس طرح جالندھری کی روح ان کے لیے دعاگو!

آج وہ ہم میں نہیں لیکن طویل و صبر آزما جدوجہد سے وہ ایک واضح لائن متعین کر گئے۔ اس پر چل کر کچھ پا چکے لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ عقیدتمندوں کو اپنا فرض پہچاننا ضروری ہے محض عقیدت کام نہ آئے گی۔

خدا حسن عمل کی توفیق دے۔ آمین

نت نئے ڈیزائن
دیدہ زیب ملبوسات
رانا کلاتھ ہاؤس
۱۵-اے گلبرگ مارکیٹ۔ لاہور
فون ۸۲۹۵۷

پی۔سی۔ٹی مارکہ
پرزہ جات سائیکل
سب سے اچھے سب سے سستے
واحد تقسیم کنندگان
بٹ سائیکل سٹور
نیلا گنبد لاہور
فون ۹-۶۵۲۳—۶۵۹۴۳

طلبہ کی دنیا

بچوں کی لائبریری اور تقسیم انعامات

مدرسہ قاسم العلوم شاہراہِ ترقی پر!

۱۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور کے طلبہ کے لیے دار المطالعہ کی افتتاحی تقریب مدرسہ کے مہتمم اور نگران اعلیٰ مولانا عبیداللہ انور زید مجدھم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مدرسہ کے ایک طالب علم حافظ مشتاق احمد نے پُرسوز لہجہ میں تلاوت کی۔ جس کے بعد انجمن خدام الدین کے سیکرٹری ظہیر صاحب نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی اور بتلایا کہ انجمن کے ایک سابقہ فیصلہ کے مطابق اس لائبریری کا اجرا کیا جا رہا ہے تاکہ طالب علم استفادہ کر سکیں۔ انہوں نے بتلایا کہ اساتذہ کے مشورہ سے مولوی اس کے انچارج ہوں گے فی الحال ایک سو کتابوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بعد میں ایک کمیٹی نئی کتابوں کے لیے سفارشات مرتب کرے گی اس کمیٹی کے سربراہ مولانا حمید الرحمٰن ہوں گے جب کہ ممبران مولوی محمد صالح صاحب صدر جمعیۃ طلبہ، مولوی محمد انور صاحب سیکرٹری جمعیۃ طلبہ، صاحبزادہ میاں اجمل قادری صاحب اور ایڈیٹر خدام الدین محمد سعید الرحمٰن علوی ہوں گے۔

اس کے بعد مولوی صالح محمد صاحب (صدر) نے مختصر خطاب میں طلبہ کے فضائل اور ان کی ذمہ داریوں پر پُرمغز تبصرہ کیا جبکہ سیکرٹری جناب محمد انور نے مادرِ علمی دیوبند کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا جس کے ذریعہ آج چار دانگ عالم میں نام خدا کا غلغلہ بلند ہے۔

انہوں نے حضرت لاہوریؒ کے متعلق کہا کہ وہ دیوبندیت کا ایک ایسا گل سرسبد تھے جس کی خوشبو سے آج فضائے عالم مہک رہی ہے۔ انہوں نے طلبا سے عہد لیا کہ حضرت لاہوریؒ کے مشن کے لیے وہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آخر میں میر مجلس حضرت انور زید مجدھم نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اختتام نبوّت کے سبب دینی ذمہ داریاں امتِ محمدیہ کے واسطے سے نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہونے پر تبصرہ فرمایا اور فرمایا کہ جس طرح پچھلوں نے دین ہم تک پہنچایا اب اسے اگلوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے اور اس راہ میں خطرات و مصائب کا پوری ہمّت سے ہماری تاریخ و روایت ہے۔

حضرت نے دینِ حق کے لیے اکابر و اسلاف کی بے پناہ قربانیوں پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا اور طلبہ کو نصیحت کی کہ ہمت سے کام لیں۔ آج کے بے پناہ وسائل جو ہمارے بڑوں کو میسّر نہ تھے سے بھرپور استفادہ کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر دینِ متین کی خدمت کریں۔

حضرت نے لائبریری کے سلسلہ میں طلبہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ خارجی طور پر مطالعہ کریں تاکہ ان کی استعداد بڑھے، معلومات میں اضافہ ہو۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ اس لائبریری کو وسعت دینے کے لیے بھرپور طریق سے کام کیا جائے گا اور ابتدائی طور پر اپنی جیب خاص سے عطیہ عطا فرمایا۔ جب کہ بعض دوسرے حضرات نے بھی حضرت کے اس عمل خیر کی تقلید کی۔

آخر میں حضرت والا کے ہاتھ سے بہترین مقررین کو انعام دیے گئے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

مولوی حسین احمد، مولوی عبد الخالق، صوفی محمد صدیق مولوی عمر فاروق ضیاء، اور مولوی محمد انور۔

حضرت شیخ کی دعا پر یہ مبارک تقریب اختتام پذیر

ہوئی اور طلبہ نیز دوسرے معزز شرکاء میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔

اس مبارک تقریب میں مدرسہ کے طلبہ و اساتذہ کے علاوہ انجمن کے سیکرٹری نیز جناب جانباز مرزا، متین چودھری، میاں عبدالرحمٰن صاحب وغیرہ حضرات شریک ہوئے۔ (وقائع نگار خصوصی)

بقیہ : انتخاب لاجواب

اذا تم امر بدا نقصہ
ترقب زوالاً اذا قیل تم

یعنی عروج کی انتہا زوال کا آغاز ہوتی ہے اور جب اس نے میری حکومت اور انصاف کی ظہریہ تعریف کی تو اس کے پیش نظر یہ آیت قرآنی تھی۔

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (جن۔ آیت ۱۵)

ترجمہ: اور جو ظلم پر قائم رہے تو وہ جہنم کا ایندھن ہوئے۔

ہارون الرشید نے کہا کہ میں اس کی نگاہ میں ایسا انصاف کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔ حاضرین مجلس خلیفہ کی اس فراست اور ذہانت پر داد دینے لگے۔

(از ترجمہ المستطرف مطبوعہ مصر)

حفظِ کلامِ پاک کی برکت

سلطان محمود بیگڑہ ایک مرتبہ شب قدر میں علماء صلحاء کی مجلس میں تھا۔ تمام علماء کوئی نہ کوئی روایت بیان کر رہے تھے۔ ایک عالم نے بیان کیا کہ قیامت کے دن آفتاب آسمان سے نیچے آئے گا۔ گناہگاروں کے سروں پر آفتاب ایک نیزہ پر ہوگا۔ اور اس کی سوزش سے وہ جل رہے ہوں گے۔ اگر ان میں کوئی حافظِ قرآن ہوگا تو اس کے اسلاف کی سات پشتیں رب الغفور کے نور و رحمت کے سایہ میں ہوں گی اور آفتاب کی گرمی کا اثر ان پر نہ ہوگا۔ کیونکہ کلام ربانی کی برکت حافظ کے سینے میں محفوظ رہے گی۔ یہ سن کر سلطان محمود کے منہ سے ایک آہ نکلی اور اس نے کہا کہ میرے لڑکوں میں سے کسی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہے۔ تاکہ میں بھی اس کرامت کا امیدوار ہوتا۔ سلطان کا لڑکا خلیل خاں اس مجلس میں موجود تھا۔ جو بعد میں سلطان مظفر کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ اس نے باپ کی بات سن رکھی۔ کچھ دنوں کے بعد اس کو بڑودہ کی جاگیر دی گئی۔ وہ اپنی جاگیر پر چلا گیا۔ لیکن یہاں قرآن پاک کی تلاوت اور حفظ کے سوا کسی اور کام میں مشغول نہ ہوتا۔ تلاوت کی کثرت کی وجہ سے اس کی آنکھیں آشوب کر آئیں اس کے مقربین نے کہا کہ قرآن پاک میں ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔ اس لیے آپ تلاوت اور شب بیداری کم کر دیں اور آرام کریں تاکہ آپ کی آنکھوں کی سرخی جاتی رہے۔ خلیل خان نے کہا کہ اگر میری آنکھوں کی سُرخی تلاوتِ قرآن اور شب بیداری سے ہے۔ تو یہ سرخی دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گی۔ اس محنت اور اہتمام سے اس نے ایک سال میں پورا قرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ رمضان المبارک میں باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو تراویح میں ختم قرآن کروں سلطان یہ سن کر بے حد مسرور ہوا اور بیٹے کو گلے لگایا۔ اس کے سر اور آنکھوں کا بوسہ لیا۔ بیٹے نے رمضان المبارک میں تراویح کئی بار قرآن سنایا۔ سلطان نے کہا کہ خلیل خاں کا شکریہ کس طرح ادا کروں کہ اس نے اپنے اسلاف کو قیامت کے دن آفتاب کی گرمی سے نجات دلائی۔

اس کا بدلہ صرف یہی ہے کہ میرے ہاتھ میں بادشاہت ہے وہ اس کو دے دوں۔ یہ کہہ کر اُٹھا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔ اور پھر تمام اہالیوں، موالیوں، وزیروں، امیروں اور لشکریوں کی ایسی دعوت کی جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ ویسی دعوت کبھی نہیں ہوئی۔ (مرأت سکندری ص ۱۶۷-۱۶۶)

شریعت کی پابندی

کے ثمرات دونوں جہانوں میں حاصل ہوتے ہیں۔

محمد شفیع عمر الدین ——— میرپور خاص سندھ

سیدنا و مرشدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا :

شریعت اعمالِ ظاہری (بجا لانے) کے لیے ہے۔ اس جہاں میں شریعت کی پابندی کا معاملہ باطن کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر تو ہمیشہ ہی شریعت کا مکلف ہے اور باطن بھی اس معاملہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ یہ جہاں دارِ عمل (شریعت کے مطابق اعمالِ صالحہ بجا لانے کی جگہ) ہے۔ اس لیے ظاہری اعمال کے بجا لانے سے باطن کو بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ اور شرعی احکام جو ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بجا لانے میں باطن کی ترقیوں کا دارومدار ہے۔ اس لیے اس دنیا میں ہر وقت ظاہر اور باطن دونوں کو شریعت کی پابندی کے سوا چارہ نہیں، اور ظاہری کام شریعت پر عمل کرنا ہے اور شریعت پر عمل کرنے کے نتائج و ثمرات میں باطن کا بھی حصہ ہے۔ لہٰذا تمام (دنیوی و اُخروی کمالات کی مدام / ہاں ہے۔ شریعت پر چلنے کے نتائج و ثمرات صرف اس جہان تک محدود نہیں، بلکہ آخرت کے کمالات اور ہمیشہ کی نعمتیں بھی شریعت ہی کے نتائج و ثمرات میں سے ہیں۔ بس شریعت ایک پاک درخت ہے۔ تاکہ خلق اس کے ثمرات اور پھل سے اس جہان اور اُس جہان میں فائدہ اُٹھائے۔ اُس جہان میں تو بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔

(از مکتوبات ٤٦ — دفتر دوم)

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اقوالِ بلخیؒ

المرسل : فقیر عبدالواحد بیگ مرحوم

ایک شخص نے حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ :-

- اگر یار چاہتے ہو تو خدا کافی ہے۔ (اللہ یار تے بیڑا پار)
- اگر ہمراہی چاہتے ہو تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔
- اگر مونس چاہتے ہو تو قرآن کافی ہے۔
- اگر کام چاہتے ہو تو عبادتِ الٰہی کافی ہے۔
- اگر وعظ چاہتے ہو تو موت کا یاد رکھنا کافی ہے۔

اور ——— جو کچھ کہا گیا ہے وہ تمہیں پسند نہیں تو پھر دوزخ کافی ہے۔

عمل کی باتیں

- دنیا سے محبت نہ رکھو کہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں ہے۔
- شیطان کو دوست نہ بناؤ کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے۔
- کسی کو تکلیف نہ دو کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔

امّید

- بد ترین شخص وہ ہے جو بخشش کی امید پر گناہ کرے اور زندگی کی امید پر توبہ کو ملتوی رکھے!

علاقہ بھر کی مشہور و قدیم۔ دینی اصلاحی درسگاہ

خصوصیات:۔ اتحاد، تنظیم، مسلسل جدوجہد، تربیت اخلاق، عزت نفس، معیاری تعلیم۔ پرسکون ماحول۔

سالانہ بجٹ:۔ پچاس ہزار (۵۰۰۰۰ روپے) کے لگ بھگ ہے۔

آمدنی کے وسائل:۔ حصول چندہ کے لئے باقاعدہ یا بے قاعدہ کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ ہمارا سرمایہ محض توکل علی اللہ ہے۔ غریب طلبہ کی ضروریات خوراک، لباس، رہائش، کتابوں کے علاوہ ماہانہ وظیفہ سے مدرسہ کفالت کرتا ہے۔

مفکر اسلام محدث کبیر حضرت مولانا مفتی محمود ایم این اے

حضرت مولانا محمد اختر صدیقی جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے ناظم عمومی اور مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ مولانا کے حسن انتظام اور باسلیقہ نظم و نسق کا میں عرصہ سے معترف ہوں۔ مدرسہ تعلیم و تدریس کے لحاظ سے روبہ ترقی ہے۔

حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری شیخ الحدیث خیر المدارس قاسم العلوم ملتان

مدت قلیل میں انتظامی، تعلیمی ترقی کر جملہ طلباء کا درجہ علیا میں کامیاب ہونا عزیزم مولوی محمد اختر صدیقی مہتمم مدرسہ اور انکے رفقاء کار حضرات اساتذہ کرام کی محنت عرق ریزی اور حسن کارکردگی کی بین دلیل ہے۔

اب تک کثیر التعداد حفاظ و حافظات القرآن۔ ناظرہ خواں۔ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ مدرسہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ کے فیض یافتہ فارغ التحصیل علماء مختلف مقامات پر تدریس و خطابت اور اشاعت و تبلیغ دین کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ بعض مایہ ناز طلباء نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی۔ اسلامیات میں گولڈ میڈل حاصل کئے اور سکالر شپ پر پی ایچ ڈی کے لئے باہر جا رہے ہیں۔

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ نعمانیہ (رجسٹرڈ) کمالیہ ضلع لائلپور

مفتا اللہ شافی

مدارس اسلامیہ عربیہ کے طلباء جن کے بجے روزانہ ذہنی کام کرنا ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ دماغ ان کے دماغی طاقت کے لئے ایک بہترین نسخہ ... حاصل کریں

الحاج لقمان حکیم حافظ محمد طیب نقمانی دہلوی۔ اجمیری ۱۹ الطبقہ لاہور

قیمت ۶۵۶۶۰

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور کھاتہ نمبر ضرور لکھیں۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو گی۔

پرچہ نہ ملنے کی اطلاع اسی ہفتہ دفتر میں پہنچائیں ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہو گا۔

(مینجر)

جمعیۃ علماء اسلام کا پیغام } خدا کی زمین پر خدا کا نظام!

غرناطہ ریسٹوران انٹرنیشنل جہلم فون ۲۰۶۱

تنقید وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں

۱۔ سلب الایمان	۹۰ پیسہ	تعلیم امام اعظم	۴۵ پیسہ
۳۔ بدعات محرم اور شیعہ علماء	۳۰ پیسہ	تعلیم الحیوان	۶۰ پیسہ
۵۔ نسیم الحدیث	۳۰ پیسہ	ملا جی کا مردہ ٹیکس	۴۵ پیسہ
۷۔ گیارھویں شریف	۴۵ پیسہ	نیوتہ بازی	۴۵ پیسہ
۹۔ کمیونزم اور مذہب	۳۰ پیسہ	مدنی نماز	سوا روپیہ

۱۱۔ دینی اداروں کے چندے ۹۵ پیسے

یہ گیارہ رسالے جو مکتبہ اعلی محلہ سادات بیرون دہلی دروازہ ملتان نے انتہائی خوبصورت اور اچھے انداز میں شائع کئے ہیں۔ اس قابل ہیں کہ ہر گھر میں ہوں اور گھر کا ہر فرد انہیں پڑھے۔ عقائد و اعمال اور رسومات میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں انہوں نے ہمیں تباہی کے کنارے پہنچا دیا ہے۔ ان سے بچنا ازبس لازمی ہے لیکن بچنے کے لیے صحیح علم ضروری ہے اور اسی کا ان رسائل میں اہتمام کیا گیا ہے۔

پہلا رسالہ بُرے خاتمہ سے متعلق ہے اس وقت پیش آنے والے خطرات، ان سے محفوظ رہنے کے دینی طریق اچھے انداز میں ذکر فرمائے گئے ہیں۔ دوسرے میں سیدالامام ابو حنیفہؒ کے عقائد کی تشریح و توضیح ہے اور جعلی حنفیت کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ تیسرے رسالہ میں بدعاتِ محرم پر علماءِ شیعہ کے اقوال درج ہیں۔ چوتھے رسالہ میں عقائد کی دنیا میں حیوانات کی حکایتیں ہیں دلچسپ اور عبرت زا۔ پانچویں رسالہ میں ۴۰ احادیث کا مجموعہ ہے نثراً و نظماً ترجمہ ہمراہ ہے۔ چھٹے اور ساتویں رسالے کے ناموں سے ظاہر ہے جبکہ آٹھویں میں شادی کے مواقع پر نیوتہ کی رسم بد سے متعلق شرعی احکامات مرتب کیے گئے ہیں۔ اسی طرح نویں رسالے کے نام سے مقصد واضح ہے۔ کمیونزم جیسے مذہب بیزار فکر کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ دسویں اور گیارھویں رسائل کے ناموں سے سب کچھ عیاں ہے۔

یہ سب رسائل مجلس نشر السنۃ اور جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی امیر مولانا ابوالخیر اسدی کے قلم سے ہیں۔ موصوف اصلاحی لٹریچر میں اپنا ایک خصوصی مقام رکھتے ہیں اور ان میں سے ہر رسالہ ان کی مخصوص خوبی کا حامل ہے۔ مصنف و ناشر دونوں شکریہ کے مستحق ہیں۔

اسی ادارہ نے **نغمات صداقت** کے نام سے حافظ محمد شریف میخن آبادی کا مرتبہ رسالہ شائع کیا ہے جس میں توحید و رسالت اور فضائل صحابہؓ سے متعلق منتخب شعراء کا کلام درج ہے ۲۵ پیسہ میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

التحقیق العجیب

از مولانا محمد انور کلیم

قیمت : دو روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ فیض محمدی خالد آباد لائلپور

بدقسمتی سے بعض لوگوں نے عجیب و غریب مسائل پیدا کرکے خلقِ خدا کو ان میں الجھا رکھا ہے اور عوام ہیں کہ اپنی لاعلمی کے پیش نظر پیچھے چلے جاتے ہیں۔

انہی مسائل میں حضور علیہ السلام کے "سایہ" کے مسئلہ کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ کلیم صاحب نے ۵۶ صفحہ کے اس رسالہ میں بڑے اچھے انداز سے اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ قیمت قدرے زیادہ ہے امید ہے ارباب مکتبہ اس قسم کے لٹریچر کو ارزاں قیمتوں پر پھیلائیں گے۔

(س۔ع)

گلدستہ توحید اور چالیس دعائیں
از مولانا محمد سرفراز صفدر

نیا ایڈیشن تیار ہے

اس کے علاوہ آنکھوں کی ٹھنڈک، حکم الذکر بالجہر، دل کا سرور اور راہِ سنت وغیرہ بھی موجود ہیں

ملنے کا پتہ: انجمن اسلامیہ مسجد بوہڑ والی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ